بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ النبی الکریم، امابعد!

یقینا لا الہ الا اللّٰہ کا اقرار، دل سے اس کی تصدیق یہ وہ عظیم نعمت ہے کہ کائنات میں اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں، لا الہ الا اللّٰہ کی آواز انسان کو جہنم سے آزاد کرا دیتا ہے۔ امام اعظم امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ سفر میں پڑاوٗ ڈالتے ہیں جنگل میں سے بکریوں کے چرواہے کی آواز گونجتی ہے وہ اذان دیتے ہوئے کہتا ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر، پیارے آقا کی پیاری زبان حرکت میں آتی ہے فرماتے ہیں ''اَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ'' اے اللہ کی کبریائی کا آواز لگانے والے تو فطرت سلیم پر پیدا ہوا ہے پھر وہ کہتا ہے **اشھدان لا الہ الا اللہ** امام الانبیاء فرماتے ہیں ''نَجَوْتَ مِنَ النَّارِ'' اے **لا الہ الا اللہ** کی آواز لگانے والے امام الانبیاء تمہارے لئے یہ گواہی دے رہے ہیں کہ تو جہنم سے آزاد ہو چکا ہے۔ لیکن کچھ امور، کچھ کام، کچھ اعمال، کچھ عقیدے، کچھ افعال ایسے بھی ہیں جن کے کرنے سے **لا الہ الا اللہ** کا اقرار، اسلام میں داخلہ، انسان کے دامن سے چھوٹ جاتا ہے وہ دوبارہ وادیٔ کفر میں قدم رکھ دیتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز کے لئے وضو کرتے ہیں لیکن اگر پیشاب آجائے، حاجت ہو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایک چھوٹی سی چیز کی وجہ سے۔ تو ایمان واسلام کا اقرار اور اس کی تصدیق کرنے کے باوجود کچھ ایسے کام ہیں اگر انسان وہ کام کر بیٹھتا ہے۔ تو جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی انسان کا رشتہ اللہ کے دین اور اس کی شریعت سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کو نواقض اسلام کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا اعمال اور ایسا افعال جن کو کرنے سے کلمہ پڑھنے والا، نماز پڑھنے والا، روزہ رکھنے والا، حج کرنے والا، زکوۃ دینے والا، جہاد کرنے والا ان کاموں کے کرنے بعد باوجود یہ کہ یہ ساری نیکیاں اس کے پلڑے میں ہوں لیکن اس کا ایمان واسلام سے رشتہ باقی نہیں رہتا۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے انہی امور میں سے دس کو اپنے رسالے ''نواقض اسلام'' کے اندر اکٹھا کیا ہے۔ ان ہی کو ہم اپنے اس رسالے کے اندر تحریر کر رہے ہیں۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' **اعلم ان نواقض الاسلام عشرة نواقض** '''' آپ جان لیں کہ نواقض اسلام دس ہیں''۔

شاید اس سے ان کا مراد یہ ہے کہ یہ دس نواقض اسلام میں اہم ہیں یا نواقض اسلام کے اصول دس ہیں ویسے نواقض اسلام کی بڑی تفصیل ہے جسے فقہاء نے ''حکم المرتد'' میں بیان کیا ہے، لیکن شیخ محمد بن عبدالوہاب نے دس کو بیان کیا ہے اس لئے کہ خروج اسلام کا جامع اسباب یہی ہیں۔

پہلا:۔ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا''۔ اور وہ یہ ہے کہ عبادت کی قسموں میں سے کوئی بھی قسم غیر اللہ کے لئے کرنا اور اللہ کا کسی کو ہم مثل بنانا۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''**مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ**'''' جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتا تھا وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔ (بخاری:۴۴۹۷)

عبادت کی قسموں میں سے کوئی بھی قسم غیر اللہ کے لئے کرنا مثلاً ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑا ہونا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا وغیرہ ان اعمال کو اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کیا ہے۔ اب اگر کوئی یہی سب کسی دوسرے کے لئے کرے، جیسے پتھر، درخت، سورج، چاند، قبروں میں مدفون شخصوں یا ولیوں کے پاس جائے اور اس کے پاس ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑا ہو یا اس کے سامنے رکوع یا سجدہ کرے یا اس کے مزار کا طواف کرے تو یہی عمل شرک فی العبادت یعنی عبادت میں شرک کہلاتا ہے۔ اور غیر اللہ میں اللہ کے علاوہ وہ تمام ہستیاں داخل ہیں جو اللہ کے علاوہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۲۲۔۲۱)'' اے لوگو! تم لوگ اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، شاید کہ تم متقی بن جاوٗ۔ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھا دیا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان

سے بارش برسایا پھراس بارش سے پھلوں کو پیدا کیا جوتمہاری روزیاں ہیں ،لہذا تم اللہ کا کسی کو ساجھی مت بناؤ اگرتم جانتے ہو"۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ یہ حکم دے رہا ہے کہ اے انسانوں تم صرف اللہ کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کو، انبیاء ورسل کو اور پیر ولی ومرشد کو پیدا کیا ہے۔ وہی ذات عبادت کے لائق ہے۔جس نے تمہاری سکونت کے لئے زمین کو پھیلا دیا، آسمان کو بطور چھت بنایا اور آسمان سے بارش نازل کر کے تمہاری روزی روٹی کا بندوبست کیا۔ یہ ساری انعامات واحسانات کو بتلانے کے بعد مالک حقیقی کہتا ہے کہ اے لوگو تم لوگ اپنے اس رب کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا جس نے تم پر اتنے احسانات کئے ہیں اگر تم اپنے رب کو پہچان لئے ہو۔کیوں کہ یہی شرک اکبر ہے۔

اور شرک اکبر توحید کی ضد ہے۔ اور اس میں شرک فی الربوبیت، شرک فی الالوہیت اور شرک اسماء وصفات سب داخل ہے۔

توحید ربوبیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں یکتا جاننا جیسے اللہ ہی مارتا ہے، اللہ ہی جلاتا ہے، اللہ ہی روزی دیتا ہے، اللہ ہی اولاد دیتا ہے، اللہ ہی مشکل کشا ہے، اللہ ہی حقیقی حکمراں ہے۔ وغیرہ یہ ساری صفات توحید ربوبیت میں آجاتی ہے۔اب اگر کوئی اللہ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا، حاجت روا، روزیاں دینے والا، مصیبت ٹالنے والا سمجھتا ہے تو ایسا شخص مشرک فی الربوبیت ہے یعنی اللہ کی ربوبیت میں شرک کرنے والا ہے۔

توحید الوہیت یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا۔ اگر کوئی عبادت میں غیر کو شریک کرتا ہے تو وہ مشرک فی الالوھیہ ہے۔

توحید اسماء وصفات یہ ہے کہ وحی جلی اور وحی خفی یعنی قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جن صفات سے اپنے آپ کو متصف کیا ہے وہ صفات اس کے لئے تسلیم کرنا۔ جیسے اللہ سمیع الدعاء یعنی دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے۔اب اگر کوئی یہ کہے کہ بابا بھی دعاؤں کو سنتا ہے، کوئی اور ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے۔تو ایسا شخص مشرک فی الصفات ہے۔

عبادت میں شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرے اس حیثیت سے انسانوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)۔الموحد:۔اسے کہتے ہیں جس نے خالص اللہ کے لئے اسلام لایا اور اکیلا اللہ ہی کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا۔

(۲)۔ المشرک:۔ اسے کہتے ہیں جس نے اللہ اور اس کے علاوہ کے لئے اسلام لایا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے علاوہ کی بھی عبادت کی۔

(۳)۔ المستکبر :۔ اسے کہتے ہیں جس نے سرے سے اسلام ہی نہیں لایا اور اللہ کی عبادت سے منہ موڑا۔ ہر ایک کی اخروی کامیابی وناکامی کی ایک ایک دلیل مندرجہ ذیل ہے۔

موحد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" **الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُم بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ**" (الانعام:۸۲) "جن لوگوں نے ایمان لایا اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا انہی کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ اور "**اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ**" (البروج:۱۱) جن لوگوں نے ایمان لایا اور عمل صالح کیا ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔صالح عمل وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو ورنہ وہ عمل مردود ہے۔

مشرک یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا اور مستکبر یعنی اللہ پر ایمان لانے سے تکبر کرنے والا (کافر) کے بارے میں فرمایا "**اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ**" (النساء:۱۱۶) "اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کردیگا" اور فرمایا "**اِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰاهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ**" (المائدہ:۷۲) "جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا، اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا"۔اور فرمایا "**وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا**

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً اَلِيْماً وَّلاَ يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيّاً وَّلاَ نَصِيْراً'' (النساء: ۱۷۳)''جن لوگوں نے منہ پھیرا اور تکبر کیا (اللہ پر ایمان لانے اور اللہ کی عبادت کرنے سے) ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور وہ لوگ اپنا کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے''۔ غور کیجئے! اللہ تعالیٰ نے مشرک اور مستکبر کا انجام ایک ہی بتایا ہے کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مشرک شرک کرنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے نکل کر کفر کی وادی میں قدم رکھ دیتا ہے۔ شرک اکبر کے تین خصلتیں ہیں۔

(۱)۔ وہ بخشا نہیں جائے گا۔

(۲)۔ شرک کے مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل ہوگا، اس پر جنت حرام ہے۔

(۳)۔ مشرک کے تمام اچھے اعمال برباد کردیئے جائیں گے۔

دوسرا:۔ جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بنائے۔ اس کو پکارے ،اس سے شفاعت کا سوال کرے اور اس پر بھروسہ کرے۔ وہ کافر ہے

یہ بھی حقیقت میں شرک ہی کی قسم ہے۔ کیوں کہ جو شخص خوشحالی اور تنگی میں مُردوں اور غائب شخصوں کو پکارے، اس سے فریاد کرے اور اپنی ضرورتوں میں ان پر بھروسہ رکھے یا اپنے دشمنوں پر ان سے مدد چاہے یا گناہوں سے مغفرت اور جہنم سے نجات یا بیماری سے شفا یا پریشانیوں سے نجات کے لئے یہ سمجھتے ہوئے پکارے کہ وہ ان کے لئے اللہ سے سفارش طلب کردیں گے اور ہمارا کام ہو جائے گا۔ تو یہ وہی عقیدہ ہے جو مشرکین مکہ کا تھا، مشرکین مکہ بھی اپنے بزرگوں، ولیوں اور جھوٹے معبودوں کے بارے میں ایسا ہی کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰـؤُلاءِ شُفَعَاءُونَا عِنْدَ اللّٰهِ'' (یونس: ۱۸)''اور وہ لوگ (مشرکین مکہ) اللہ کے علاوہ ایسے معبودوں کی عبادت کرتے تھے جو نہ انہیں نقصان اور نہ ہی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور (ان کے بارے میں) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہماری سفارشی ہیں''۔

اور یہ بھی کہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ

زُلْفَى'' (الزمر: ۳)''ہم ان معبودوں کو صرف اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے''۔

یہ عقیدہ مشرکین مکہ کا تھا کہ جن معبودوں کی وہ عبادت کرتے تھے ان کے بارے میں یہ خیال کرتے کہ وہ اللہ کے یہاں ہماری سفارش کر کے ہمارا دنیاوی مقصد کو پورا کراتے ہیں اور آخرت میں ہماری نجات کرائیں گے۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہستیاں ہمیں اللہ سے قریب کردیں گے۔ مطلب یہ ہوا کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تصرفات کا اختیار دیا ہے کہ جسے چاہیں اللہ سے سفارش کرادیں اور جسے چاہیں اللہ سے قریب کردیں۔ باوجود اس کے کہ کفار مکہ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ ہی خالق ہے، اللہ ہی رازق ہے اور آسمانوں وزمین اور ان کے درمیان ساری چیزوں کا مدبر ہے۔ اس اقرار کے باوجود وہ مسلمان نہیں ہوئے کیونکہ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں، ولیوں، صالحین کے بارے میں سفارشی اور اللہ سے قریب کردینے کا عقیدہ رکھا۔ اور انہیں اللہ کے درمیان اپنا واسطہ بنایا تو وہ مشرک ہوئے۔

غور کیجئے! اگر آج کا مسلمان بھی یہی عقیدہ اپنے بزرگوں، ولیوں قبر میں مدفون اشخاص وغیرہ کے بارے میں رکھے کہ وہ ہماری سفارشی ہیں اور اللہ تک ہماری بات پہنچانے کے واسطے ہیں تو یہ کیونکر مسلمان ہوسکتے ہیں؟ جب کہ یہی عقیدہ رکھنے کیوجہ سے کفار مکہ جہنمی ہوئے اور یہی عقیدہ رکھ کر اور وہی کام کر کے ہم جنتی کیسے ہوسکتے ہیں؟ جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ'' (مومن: ۶۰)''اور تمہارا رب کہتا ہے کہ تم لوگ مجھے ہی پکارو میں ہی تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ورسوا کر کے جہنم میں داخل کئے جائیں گے''۔ مطلب یہ ہوا کہ جو شخص اس اعتقاد کے ساتھ ان کا تقرب حاصل کرے کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اور کائنات کا مدبر اور اس میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں گویا ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص شرک فی الالوہیت اور شرک فی الربوبیت دونوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "من جعل بینہ وبین اللّٰہ وسائط" کے بارے میں کہ یہ اس جنس سے ہے جس پر پہلے کے مشرک (مشرکین مکہ) کاربند تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ نہ ہو کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں بنایا ہے، اس کی کوئی دلیل قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ بلکہ بندوں کو حکم دیا ہے کہ پورے انہماک کے ساتھ صرف اکیلا اللہ کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ اپنے اور بندوں کے درمیان دین کی تبلیغ کے لئے رسولوں کو واسطہ بنایا ہے (اللہ نے انہیں اپنی رسالت کے لئے چنا، ان پر وحی کی، انہیں دین کے احکامات سمجھائے اور اپنے دین کی تبلیغ کے لئے لوگوں کے درمیان بھیجا) صرف رسول ہی اللہ اور بندوں کے درمیان واسطے ہیں۔ ان کے بغیر بندوں کے لئے اللہ، اس کے دین اور اس کی شریعت کی معرفت وجانکاری ممکن ہی نہیں ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کی بات بتانے اور اس کی مراد سمجھانے میں رسول اللہ اور بندوں کے درمیان واسطے ہیں۔ ان کے علاوہ اور نہ کوئی ہے اور نہ ہوگا۔

تیسرا:۔ جو مشرک کو کافر نہ سمجھے، یا ان کے کفر میں شک کرے، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے۔ وہ کافر ہے۔

"جو مشرک کو کافر نہ سمجھے" یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرک کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے جس نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کی۔ پھر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر اللہ کس کو کہتے ہیں؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ سب غیر اللہ ہیں۔ جن پتھروں، درختوں یا مُردوں یا گائیوں یا صلیب یا عیسیٰ اور ان کی ماں مریم کے علاوہ جن جن بتوں، نبیوں، مُردوں، قبروں، ولیوں، پیروں، فقیروں وغیرہ کی عبادت کی جاتی ہے سب غیر اللہ ہیں۔ ان کے بارے میں کسی طرح کا مافوق الاسباب کا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ

فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ" (الانعام:۱۱۶) "اور جب عیسیٰ بن مریم سے اللہ تعالیٰ (تمام لوگوں کے سامنے) یہ کہے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنالینا۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اے اللہ! تیری ذات پاک ہے میرے لئے مناسب نہیں تھا کہ ایسی بات کہوں جو میرا حق نہیں ہے، اگر میں ایسی بات کہی ہوتی تو تو اس کو جانتا، میرے دل میں کیا ہے اسے تو جانتا ہے اور تیرے دل میں کیا ہے اسے میں نہیں جانتا ہوں، بے شک تو غیب کا جاننے والا ہے"۔ "لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ" (المائدہ:۱۷) "تحقیق کہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہے"۔ جو ان لوگوں کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے مثلاً یہ کہے یہود ونصاری صحیح دین پر ہیں، اور اپنی بات گھماتے ہوئے کہے بتوں کو پوجنے والے حق پر ہیں، اور ان کا دین صحیح ہے۔

یہودیوں کے بارے میں فرمایا "وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ" (البقرہ:۶۱) "اور ان (یہودیوں) پر ذلت ورسوائی ماردی گئی اور اللہ کے غضب کا شکار ہوئے اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور ابنیا کا ناحق قتل کرتے تھے، وہ بڑے نافرمان اور حد سے تجاوز کرنے والے لوگ تھے"۔ جو شخص ان کو کافر نہ سمجھے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے کافر کہا ہے۔ تو وہ بھی کافر ہے۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو کافر کہا ہے۔ اب بریلوی کا ایک مشہور عالم "طاہر القادری" کرسمس ڈے کے موقع پر عیسائیوں کی محفل میں تقریر کرتے ہوئے ان کو خوش کرنے کے لئے کہتا ہے کہ یہود ونصاریٰ کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری طرح وہ بھی اہل کتاب ہیں۔ کیا یہ اللہ کے قول سے ٹکر لینا نہیں ہے۔ ایسے عقیدہ رکھنے والے عالموں کے ایمان کے بارے میں قرآن مجید کی رو سے آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں؟۔

اوشک فی کفرھم:۔ یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ حق میں

شک کرنا اس کو جھٹلانے کی طرح ہے، جیسے یہ کہے۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ یہود و نصاریٰ حق پر ہیں یا نہیں؟۔

اوصح مذہبھم:۔ یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے۔ جیسا کہ کہے یہود و نصاریٰ یا بتوں کو پوجنے والے صحیح دین پر ہیں۔ اللہ تک پہنچنے کا راستہ مختلف ہے۔ جیسے مسلمان صحیح دین پر ہیں ویسے ہی وہ لوگ بھی صحیح دین پر ہیں۔ یا یہ کہے کہ ان کا دین ان کے نظر میں صحیح ہے جیسا کہ اسلام مسلمانوں کے نظر میں صحیح ہے۔

بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی رسالت صرف عربوں کے لئے ہے تمام بشریت کے لئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خیال کی تردید کی اور فرمایا ''قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً'' (الاعراف:) ''اے نبی آپ کہہ دیجئے! میں تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ اور رسول ﷺ کا دین اسلام لے کر آجانے کے بعد اب اور کوئی دین، کوئی شریعت نہیں چل سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ'' (آل عمران:۸۵) ''جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگا اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔

یعنی ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے اور دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے تو وہ کافر ہے۔

عیسائیوں نے عیسیٰ اور ان کی ماں کی عبادت کر کے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور یہ عقیدہ رکھا کہ عیسیٰؑ اللہ یا اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور محمد ﷺ کو جھٹلا کر دوسرا کفر کیا۔ اس لئے کہ محمد ﷺ کے رسول بن کر آجانے کے بعد اگر کوئی عیسائی اپنے پہلے دین پر قائم رہا اور محمد ﷺ پر ایمان نہیں لایا اور آپ کی شریعت کی پیروی نہیں کی تب بھی وہ کافر ہے، اور اگر اسی حالت میں وہ مرا تو جہنمی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ''وَالَّذِیْ نَفْسُ بِیَدِہٖ مُحَمَّدٍ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ

النَّارِ'' (مسلم: ۱۵۳ / ابو ہریرہ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت کا جو شخص میرے بارے میں سن لے چاہے وہ یہودی ہو یا نصاریٰ پھر وہ مر جائے اور ایمان نہ لائے اس چیز پر جس کو دیکر میں بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنمی ہے''۔

چوتھا:۔ اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ نبی ﷺ کے طور وطریقہ سے بہتر کسی دوسرے کا طور وطریقہ ہے یا آپ کے فیصلے سے کسی اور کا فیصلہ بہتر ہے۔ جیسے آپ کے فیصلے پر طاغوت کے فیصلے کو افضل سمجھنا۔ تو وہ کافر ہے۔

الھدی: ۔ کے معنی طریقہ ہے۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے دوسرے کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔ ان کا یہ کہنے سے کلمہء شہادت کا دوسرا جز'' و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ'' کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی تصدیق کرے کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور آپ سب کچھ اللہ کے پاس سے لے کر آئے ہیں اور آپ تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کا طریقہ تمام لوگوں کے طریقے سے بہتر ہے اور آپ کا فیصلہ تمام لوگوں کے فیصلے سے بہتر ہے۔

اور جو آپ کے طریقے کو لوگوں کے طریقے سے بہتر نہ سمجھے اور آپ کے فیصلے کو لوگوں کے فیصلے سے بہتر نہ جانے تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے نکل کر دائرۂ کفر میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً'' (النساء:۶۵) ''اے نبی آپ کے رب کی قسم لوگ اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات (جھگڑوں) کا فیصلہ آپ سے نہیں کراتے (پھر جو آپ فیصلہ کر دیں) اس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس کریں اور خوشی سے نہ مان لیں۔ (تب تک وہ مومن نہیں ہو سکتے)۔ چونکہ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کی اتباع کی جائے آپ کے ہر حکم کی پیروی کی جائے اور جس چیز کو آپ نے بتایا ہے اس کی تصدیق کی جائے۔

یا یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طریقہء حکمرانی سے کسی اور کی طریقہء حکمرانی زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ یہ کہے۔ اسلام کا طریقہ نظام تو بہت اچھا ہے لیکن آج کا جو ماحول ہے اس میں اسلام نہیں چل سکتا۔ اب ہمیں باہر سے جمہوریت لانی پڑے گی۔ اب ہمیں زمانے کے ساتھ چلنا ہوگا۔ اب کفار کے طریقہء حکمرانی لانا ہوگا۔ تو جان لیجئے: جس نے نبی کے طریقہء حکمرانی کے بجائے کسی اور کے طریقہء حکمرانی کو بہتر اور زیادہ کامل سمجھا تو وہ شخص ایمان والوں میں سے نکل کر کفر والوں میں شامل ہوگیا۔ اللہ نے اپنے نبی کے ذریعہ کامل دین دیا ہے۔ فرمایا ’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا‘‘ (المائدہ: ۳) ’’آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں پوری کر دی اور میں دین اسلام سے راضی ہو گیا‘‘۔

لوگو! اسلام کوئی لنگڑا لولا ھا دین نہیں، اسلام کوئی اندھا کانا دین نہیں ہے، اسلام مولویت کا نام نہیں ہے کہ نماز پڑھنی ہو تو اسلام سے لے لو، روزہ رکھنی ہو، زکوۃ دینی ہو، حج کرنا ہو تو اسلام سے لے لو باقی تجارت میں تم آزاد ہو جس طرح چاہو تجارت کرو، سود کھاؤ، سود میں گاڑیاں لو، سود پے مکانات بناؤ، یاد کر لو سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ جو یہ کہے اسلام میں تجارت کا نظام نہیں ہے، حکومت کا نظام نہیں ہے ہمیں زمانے کے ساتھ چلنا ہے تو تجارت کا طریقہ کہیں اور سے لانا ہوگا، معاش کا طریقہ کہیں اور سے لینا ہوگا، شادی بیاہ کا طریقہ کہیں اور سے لینا ہوگا۔ جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اسلام وقت کے تقاضے کو پورا نہیں کرتا بلکہ باقی نظام جو لوگوں نے بنائے ہیں وہ اس سے زیادہ بہتر ہے۔ تو وہ اسلام سے اپنا رشتہ توڑ کر کفر سے اپنا رشتہ جوڑ لیتا ہے۔

اسی طرح شادی شدہ زانی کو رجم کرنے، اور غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے مارنے، چور کو ہاتھ کاٹنے کو آج کے دور میں نامناسب خیال کرے اور کہے کہ اسلام کا یہ حد تو ٹھیک ہے لیکن یہ بڑا وحشیانہ فیصلہ ہے، یہ غیر انسانی فیصلہ ہے (انہیں انسان کی انسانیت کا زیادہ خیال ہے اور جس نے انسانوں کو پیدا کیا انہیں انسانیت کی پتہ نہیں) اس کے بجائے لوگوں نے جو اس کے لئے قانون بنائے ہیں وہ اس سے زیادہ بہتر ہے اور عین لائق احترام انسان ہے۔ تو جس نے ایسا کہا اور یہ عقیدہ

رکھا وہ کافر ہوگیا۔ اور یہی ہے آپ کے فیصلے پر طاغوت کے فیصلے کو ترجیح دینا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا‘‘ (النساء: ۶۰) ’’کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی تو کرتے ہیں کہ ایمان لائے آپ اور آپ سے پہلے جو چیز نازل کی گئی اس پر وہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرائیں طاغوت سے جب کہ انہیں طاغوت کے انکار کا حکم دیا گیا تھا اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے‘‘۔

طاغوت:۔ اللہ کے سوا ہر کوئی طاغوت ہے۔ جو اللہ کے فیصلے کو نہ مان کر لوگوں کے فیصلے کو مانیں اور اسے اللہ کے فیصلے سے بہتر سمجھے تو وہ طاغوت کے فیصلے پر عمل کرنے والا ہے۔ اور ایسا شخص اسلام سے نکل کر کفر والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

پانچواں:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ گرچہ ظاہری طور پر وہ اس پر عمل کرنے والا ہو۔

بغض وعداوت اور ناپسندیدگی یہ دل کا عمل ہے۔ اور یہ نفاق کی قسموں میں سے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عقلی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی دین وشریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے گرچہ وہ ظاہری طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو۔ جیسے کوئی شخص نماز کو ناپسند کرتا ہے اور اسے ایک بیکار چیز سمجھتا ہے لیکن وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز بھی پڑھتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے منافقین کرتے تھے۔ تو ایسا شخص جو نماز کو ناپسند کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ چونکہ منافقین کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ‘‘ (النساء: ۱۴۵) ’’منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے‘‘۔ کیونکہ منافقین نماز پڑھنے کے باوجود نماز کو ناپسند کرتے تھے اور اسے ایک بیکار چیز سمجھتے تھے اسی وجہ سے نہ تو وہ مسلمانوں میں شامل ہوئے اور نہ کلمہ انہیں فائدہ پہنچایا بلکہ وہ کفر والوں میں شامل

ہوئے اور ٹھکانا ان کا جہنم ہوا۔

اسی طرح داڑھی کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ''اَعْفُوا اللُّحٰی'' ''داڑھی چھوڑ دو'' اب کوئی یہ کہے کہ اس داڑھی میں کیا رکھا ہوا ہے۔ ارے میاں زمانہ بدل گیا۔ لوگوں کے خیالات بدل گئے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ داڑھی کی وجہ سے طرح طرح کی پریشانیاں آتی ہیں۔ نوکری نہیں ملتی۔ اسلام نے اس کا حکم دے کر مسلمانوں پر ظلم کیا ہے۔ تو جس نے بھی اسے ناپسند کیا وہ اسلام سے نکل گیا اور کفر والوں میں شامل ہوگیا۔

اسی طرح ٹخنا سے نیچے کپڑا لٹکانے سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔ اب کوئی کہے کہ کپڑے میں کیا رکھا ہے۔ ارے زمانہ اتنا ترقی کر چکا ہے آپ کپڑے کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ان کے پاس کپڑے نہیں تھے، کھیتی باڑی کرنے والے لوگ تھے، اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے تھے، ان کو کپڑوں سے کیا لینا دینا تھا، اسی لئے نبی ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا تھا۔ آج وہ بات نہیں ہے ہمارے پاس کپڑے ہیں ساری آسانیاں ہیں یہ حکم آج کے دور میں پورا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں۔ تو جان لیں نبی ﷺ کی اس حکم کو ناپسند کرنے کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے اور کافر ہوجاتا ہے۔ اسے احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کافر ہو چکا ہے۔

اسی طرح اگر ایک مسلمان عورت پردہ کو ناپسند کرے جبکہ اللہ تعالیٰ پردہ کو فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ'' (الاحزاب:۵۹) ''اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے اپنی بیبیوں، اپنی بیٹیوں اور مومنہ عورتوں سے کہ اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں۔''

اب اگر کوئی عورت کہے کہ میں پردہ کو ناپسند کرتی ہوں۔ پردے کی حکمت ہماری سمجھ سے باہر ہے، میں اسے نہیں مانتی اسلام نے تو پردے کا حکم دے کر عورتوں پر ظلم کیا ہے، اسے ترقی کی راہ سے پیچھے ڈھکیل دیا ہے۔ ہم پردے میں رہ کر زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے یہ اور اس طرح کے کہنے والی دائرہ اسلام سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اس نے نبی ﷺ کی شریعت کے ایک چیز کو ناپسند

کیا۔ ہاں۔ کوئی عورت پردہ کو ناپسند کرے اور وہ کسی وجہ سے پردہ بھی کرے تب بھی اسلام سے نکل کر دائرۂ کفر میں چلی جاتی ہے۔ اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔

اللہ کا ارشاد ہے۔ ''وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ'' (محمد:۸،۹) ''جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں برباد اور ان کے اعمال غارت کردے گا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ چیز کو نہ پسند کیا تو اللہ ان کے اعمال کو برباد کردے گا۔

چھٹا:۔ جو دینِ رسول ﷺ میں سے کسی چیز کا مذاق اڑائے، یا اللہ کے ثواب یا عذاب کا مذاق اڑائے۔ تو وہ کافر ہے۔

چونکہ استہزا کسی چیز کو حقیر جاننے یا کراہیت پر دلالت کرتی ہے۔

مذاق اڑانے والوں کی دو قسمیں ہیں (۱) کافر (۲) مسلمان

(۱)۔ کافر جو رسول ﷺ اور مومنوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ'' (المطففین:۲۹۔۳۰) ''جو لوگ مجرم ہیں وہ ایمان والوں پر ہنستے ہیں۔ اور جب مومنین ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو کنکھیوں سے اشارہ کرکے ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ، ابوجہل اور عتبہ وغیرہ کی حرکت بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

(۲)۔ مسلمان۔ مسلمانوں میں کچھ ایسے ہیں جو اس طرح کے مذاق اڑاتے ہیں۔ جیسے ایک مسلمان ہے وہ ظاہری طور پر نمازیں بھی پڑھتا ہے، روزہ بھی رکھتا ہے اور صدقہ وخیرات بھی کرتا ہے۔ لیکن ان عملوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے، یہ نماز کیا ہے؟۔ جس کو تم لوگ نماز کہتے ہو گو یا وہ ایک کھیل ہے۔ یا حج کا مذاق اڑاتے ہوئے کہے خانہء کعبہ کے طواف سے کیا فائدہ ہے، رمی جمار سے کیا فائدہ ہے، یہ سب کے سب ایک کھیل ہے۔ یا روزے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہے کہ ایسا بھوکا رہنا

کوئی عبادت کا طریقہ بھی ہے۔ یا اللہ کے ثواب کا مذاق اڑاتے ہوئے کہے کہ حج میں کیا ایسی خوبی ہے کہ اس سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ایسا شریعت کا مذاق اڑانے والا اپنا رشتہ دین سے توڑ لیتا ہے اور کفار کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن مجید کا مذاق اڑانے والا بھی کافر ہے۔ گرچہ وہ اسے مذاق اڑانے کی صراحت نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ'' (توبہ:٦٦۔٦٥) ''اے نبی اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی گپ شپ کر رہے تھے۔ آپ کہئے کیا اللہ اور اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہیں مذاق کے لئے ملے تھے۔ بہانے مت بناؤ اب تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے''۔

یہ آیت کریمہ جنگ تبوک کے موقعے پر نازل ہوئی تھی جب غالباً عبد اللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا اس نے اپنے منافق ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے ان قاریوں کو (مراد رسول ﷺ اور مومنین) پیٹوں کا زیادہ خواہش مند، زبان کا چھوٹا اور جنگ میں مڈبھیڑ کے وقت بزدل کسی کو نہیں دیکھا۔ (ادھر یہ آیتیں نازل ہوچکیں) جب رسول اللہ ﷺ اس سے پوچھے تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ہم تو یوں ہی گپ شپ کر رہے تھے تو آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی کہ کیا اللہ اور اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہیں مذاق کے لئے ملے تھے۔ (سن لو) اب بہانے مت بناؤ تم لوگ ایمان کے بعد دوبارہ کافر ہوگئے۔

تو اس طرح اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑانے والا کافر ہے۔

ساتواں:۔ جادو ہے اور اسی میں سے صرف اور عطف بھی ہے۔ جس نے جادو کیا یا اس سے راضی رہا وہ کافر ہوگیا۔

الصرف:۔ اس جادوئی عمل کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے دلوں کو پھیرا جاتا ہے۔ یہ

ایک جادوئی عمل ہے جس سے انسانی خواہش تبدیل کی جاتی ہے۔ مثلاً شوہر یا بیوی کی محبت کو نفرت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ'' ان دونوں سے ایسا جادو سیکھتے تھے جو شوہر اور اس کے بیوی کے درمیان جدائی ڈال دے'' ۔

جادو کی ایک قسم دلوں میں جھکاؤ اور میلان پیدا کرنا بھی ہے جس سے شیطانی طریقوں کو اپنا کر انسان کے دل میں محبت کی جگہ نفرت اور نفرت کی جگہ محبت پیدا کی جاتی ہے۔ تو جس نے بھی اس طرح جادو کیا یا جادوئی عمل سے خوش ہوا وہ اسلام سے نکل گیا۔

العطف:۔ کہتے ہیں اس جادوئی عمل کو جس کے ذریعہ شوہر کے دل میں بیوی کی محبت ڈالا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''**اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ**'' (ابوداؤد/عبد اللہ بن مسعود) ''غیر شرعی دم اور تعویذات اور شوہر کے دل میں بیوی کی محبت پیدا کی جانے والا جادو شرک ہے''۔ جس نے ایسا کیا وہ کافر ہوگیا۔ کیونکہ یہ محبت فطری اور نہ ہی عقلی ہے بلکہ جادوئی اثر سے ہوتی ہے اور مسحور زدہ انسان عقل کی حدود سے باہر ہوتا ہے۔

من عمل او رضی بہ کفر:۔ جس نے جادو کیا یا اس جادوئی عمل سے راضی رہا وہ کافر ہوگیا۔ جادو کی دو قسمیں ہیں (۱) سحر حقیقی (۲) سحر تخیلی

سحر حقیقی:۔ وہ جادو ہے جس سے شوہر بیوی کے درمیان جدائی یا ان کے درمیان محبت پیدا کی جائے۔ اس قسم کی جادو کرنے والے اور کرانے والے اور اس سے راضی رہنے والے کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

سحر تخیلی:۔ وہ جادو ہے جو انسان کے نگاہوں میں تخیل پیدا کرتا ہے۔ یعنی انسان دیکھتا ہے ایسی چیز جو حقیقت میں نہیں ہوتا ہے۔ جیسے رسی سانپ بن کر چلتا ہوا نظر آتا ہے، درحقیقت وہ سانپ نہیں ہوتا جیسا کہ فرعون کے جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور جادو کی دونوں قسمیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور دونوں سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔

اور علماء میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ جادو کی مختلف قسمیں ہیں۔ان میں سے کچھ وہ ہیں جو انسان کو وادیٔ کفر میں پہنچا دیتے ہیں اور کچھ ایسا نہیں ہے۔ وہ جادو جو انسان کو کفر تک نہیں پہنچاتے ہیں وہ ایسا جادو ہے جس میں شرک کی شمولیت نہ ہو۔لیکن قرآن کے ظاہری الفاظ'' **وَلَا يُفۡلِحُ السَّاحِرُ حَيۡثُ اَتٰى** '''' جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے چاہے جہاں سے آئے'' سے پتہ چلتا ہے کہ جادو سب کے سب کفر ہے۔تو جس نے جادو کیا اور جس نے کرایا اور جو اس سے راضی رہا وہ سب کے سب ایمان والوں سے نکل کر کفر والوں میں شامل ہو گیا۔

آٹھواں:۔(اپنے آپ کو) مشرکین کا سا ظاہر کیا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کیا۔تو وہ کافر ہو گیا۔

مسلمانوں پر ان کی مدد کے کئی طریقے ہیں، جیسے ان کی برائی پر مدد کرنا یا مسلمانوں کے قتل پر ان کی مدد کرنا یا جہاد میں مشرکوں کی مدد کرنا، وغیرہ یہ عمل اسلام کے خارج کر دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''**وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ**'' (المائدہ:۵۱)''اور تم سے جو کوئی انہیں دوست بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا، اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے''۔اس آیت کا ظاہری معنی مسلمانوں پر کفار کا مدد کرنا ہے۔تو جس نے ایسا کیا وہ اسلام سے نکل گیا۔البتہ وہ شخص کافر نہیں ہوگا جسے کافروں نے اس قدر مجبور کر دیا ہو کہ اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا ہو۔اگر کوئی مسلمانوں پر (اپنی مرضی سے) کافروں کی مدد کرے اور اسلام اور مسلمانوں سے بغض رکھے اور مسلمانوں کے لئے ذلت کی خواہش کرے۔تو یہ صفت منافقوں والا ہے، اور منافق مومن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' **اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَكُمۡ وَلَا نُطِيۡعُ فِيۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ لَئِنۡ اُخۡرِجُوۡا لَا يَخۡرُجُوۡنَ مَعَهُمۡ وَلَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ وَلَئِنۡ نَّصَرُوۡهُمۡ لَيُوَلُّنَّ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ** '' (الحشر:۱۲۔۱۱)''کیا آپ نے منافقین کو نہیں دیکھا،

وہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم (اپنے گھروں سے) نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہرگز کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم پر جنگ مسلط ہو گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دے رہا ہے کہ بیشک منافقین جھوٹے ہیں۔اگر وہ نکال دیئے گئے تو منافق ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر جنگ کرنی پڑے تو وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ان کی مدد بھی کی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑیں گے، پھر ان کی کسی جانب سے مدد نہیں کی جائے گی''۔

اگر کوئی کفار کی مدد کرے اور وہ مسلمانوں کے قتال کا معاملہ نہ ہو بلکہ دنیاوی مصلحت کے لئے ہو یا وہ مجبور ہو کر کفار کے خوف سے کر رہا ہو۔ باوجود اس کے کہ کفار کے دین سے برأت اور اس سے بغض رکھتا ہو تو ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ مہاجر اور بدری صحابی ہیں، اور ان کا مال و اولاد سب مکہ ہی میں تھے، وہ بذات خود قریشی نہیں تھے بلکہ قریش کے حلیف تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ!''ہمارے معاملے کو ان (کفار مکہ) سے پوشیدہ رکھنا'' تو حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر اہل مکہ کو ایک خط لکھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادے کی جانکاری دی اور اس خط کو ایک عورت کے ذریعہ مکہ بھیج دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر بذریعہ وحی دیدی تو آپ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو اس کے پیچھے بھیجا۔ چنانچہ وہ لوگ اس خط کو روضۃ خاخ (جگہ کا نام) سے اس عورت کے پاس سے برآمد کر لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جب خط کھولا گیا تو حاطب بن بلتعہ کے نام سے تھا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا کہ حاطب یہ تو نے کیا کیا؟ تو حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ رسول! آپ میرے بارے میں جلد فیصلہ نہ لیجئے۔ میں قریش کا حلیف ہوں لیکن میں بذات خود قریشی

نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجر ہیں ان کے رشتہ دار وہاں موجود ہیں تو جب لڑائی ہوگی تو وہ انہیں بچالیں گے لیکن میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو میں نے چاہا کہ اس خط کے ذریعہ سے وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے۔ اسی لئے میں نے آپ کے ارادے سے انہیں آگاہ کرنا چاہا۔ اور ایسا میں نے کفر کو پسند کرتے ہوئے یا دین اسلام سے مرتد ہو کر نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتا ہوں۔ (بخاری: ۴۸۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کو سن کر فرمایا کہ اے حاطب تم سچ کہہ رہے ہو۔

معلوم ہوا جو دل سے کفار کی مدد نہ کرے بلکہ دنیاوی مصالحت کے خاطر کرے اور اسلام کے مقابلے میں کفار کے دین کو ترجیح نہ دے تو ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ بصورت دیگر اسلام سے رشتہ توڑ کر کفر سے رشتہ جوڑ لے گا۔ اور وہ ایمان کے بعد کافر ہو جائے گا۔

نواں:۔ جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ بعض لوگ شریعت محمدیہ کی پابندی سے خارج ہیں۔ جیسا کہ خضر شریعت موسیٰ کی پابندی سے خارج تھے۔ تو وہ کافر ہو گیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کہ شریعت محمدیہ ﷺ تمام لوگوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ کچھ لوگ ہیں جو شریعت محمدیہ کے پابندی سے خارج ہیں۔ جیسے یہود و نصاریٰ شریعت محمدیہ کی پابندی سے خارج ہیں۔ ایسے ہی بعض صوفیوں کا عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں کہ متحقق عارف (یعنی جو حقیقت میں عارف ہے) کے لئے شریعت محمدیہ پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ وہ اللہ سے ملے ہوتے ہیں اور اللہ کی معرفت ڈائرکٹ ان پر القی (اتاری) کی جاتی ہے۔

جس نے بھی ایسا عقیدہ رکھا کہ شریعت محمدیہ کی پابندی کسی کسی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ رسول کے طریقے کے علاوہ بھی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا کچھ اصول و ذرائع بھی ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا اسلام سے کوئی واسطہ باقی نہیں رہتا اور وہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

ایسا عقیدہ رکھنے سے کلمۂ شہادت کا دوسرا جز ''وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' کا انکار لازم آتا ہے، اور کوئی شخص اس کا اقرار کئے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ رسول کے رسالت کا اقرار

اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آدمی اس بات پر ایمان لائے کہ آپ ﷺ تمام بشریت کے لئے رسول بن کر آئے ہیں اور کوئی شخص ان کی شریعت کی پابندی سے خارج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب سے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا ہے، قیامت کے دن تک آپ ﷺ کی شریعت کے پابندی سے کسی کو الگ نہیں کیا اس لئے کے جنت کے تمام راستے کو بند کر دیا سوائے آپ کی شریعت کی پابندی کرنے والوں کے لئے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''**وَالَّذِيْ نَفْسُ بِيَدِهٖ مُحَمَّدٍ لَا يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ**'' (مسلم: ۱۵۳/ ابو ہریرہ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت کا جو شخص میرے بارے میں سن لے چاہے وہ یہودی ہو یا نصاریٰ پھر وہ مرجائے اور ایمان نہ لائے اس چیز پر جس کو دیکر میں بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنمی ہے''۔

لہذا شریعت محمدیہ ﷺ کی پابندی ہر ایک کے اخروی کامیابی کے لئے ضروری ہے، چاہے وہ یہودی ہو یا نصاریٰ یا صوفیہ کے بعض عارف کسی کو شریعت محمدیہ ﷺ کی پابندی سے چھٹکارا نہیں، اگر وہ اخروی کامیابی چاہتے ہوں۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ کسی کے لئے اس کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ تو وہ اسلام سے نکل کر کافروں کے صفوں میں چلا جاتا ہے۔

دسواں:۔ اللہ کے دین (دین اسلام) سے انحراف کرنا، نہ اس کا علم حاصل کرنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔

یہ کفار کی خصلت میں سے ہے۔ وہ کفار جس نے نبی ﷺ کی دعوت سے انحراف کیا، اس سے منہ موڑا، نہ وہ آپ کی بات سنے اور نہ اس کی جانکاری حاصل کی اور نہ ہی اس پر غور و فکر کیا۔

پھر جب انسان اسلام اور مسلمان ظاہر کرنے والا شہادتین کا اقرار کرنے والا ہو لیکن اللہ کی شریعت سے منہ موڑے، اس کے نزدیک حلال وحرام کی تمیز باقی نہ رہے اور اللہ کی شریعت میں سے کسی چیز پر عمل بھی نہ کرے اور شریعت میں سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھے اور نماز، روزہ،

زکوۃ، حج اور صدقہ وخیرات، اللہ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اور اللہ کے ڈر سے زنا اور شراب نوشی نہ چھوڑے تو کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں ان چیزوں سے بھی ایک مسلمان اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

اس بات کے علاوہ بعض اعمال کے ترک پر علماء کا اختلاف ہے کہ اس سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ جیسے نماز، نماز کے چھوڑنے (کبھی پڑھا کبھی نہیں) کے سلسلے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔لیکن اس میں کوئی شک نہیں جو نماز سرے سے نہیں پڑھتا تو وہ دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

’’وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيَاتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ‘‘۔(السجدہ:۲۲)’’اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اپنے رب کی آیات کو سنے پھر اس سے اعراض کرے یقیناً ان مجرموں سے ہم انتقام لیں گے‘‘۔

یہ وہ ہے جس کو اسلام کی طرف بلایا جائے۔شہادتین کے اقرار کی طرف بلایا جائے، پھر وہ اس سے منہ پھر لے تو گویا اللہ کی شریعت سے وہ منہ پھیرنے والا ہے۔اور یہ منہ پھیرنا ان کے جھٹلانے کے مترادف ہے۔اور یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ آدمی نفاق والا عمل کرے جب لوگوں کے درمیان ہو اور وہ نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز پڑھ لے اور جب خلوت میں ہو تو نماز چھوڑ دے۔جب کہ مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس کا عمل ایسا نہیں ہوتا۔

نوٹ:۔ان نواقض کو ان کی سنگینی اور ان کے عام ہونے کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ ان سب سے بچے اور خوف کھائے۔ہم غضب الٰہی نیز اس کے اسباب اور عذاب کی سختی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ سب کو اچھے کاموں کی توفیق دے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔آمین

نواقض اسلام